نماز میں لذّات کا ایک نہ ختم ہونے والا سلسلہ جاری رہتا ہے

غفلت کی حالت میں ادا کی جانے والی ساری عمر کی نمازیں بھی خالی برتن کی طرح ہوں گی

روزنامہ الفضل ربوہ
فون ۴۴۹
ایڈیٹر: نسیم سیفی
رجسٹرڈ نمبر ایل ۵۲۵۴
جلد ۴۱-۷۶ | سوموار ۲۰ ربیع الاوّل ۱۴۱۲ھ، ۳۰ تبوک ۱۳۷۰ ہش، ۳۰ ستمبر ۱۹۹۱ء | نمبر ۲۱۸

خدا تعالیٰ ہماری عبادات کو اپنے ذکر سے بھر دے پھر یہ وہ نماز ہو گی جو بالآخر انسان کو خدا نما بنا دیتی ہے

Digitized by Khilafat Library Rabwah

محترم چوہدری ہدایت اللہ بنگوی صاحب نے آخری سانس تک ایک کامیاب احمدی کی زندگی گزاری

خطبہ جمعہ فرمودہ سیدنا حضرت امام جماعت احمدیہ (الرابع) ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز بتاریخ ۲ ظہور ۱۳۷۰ ہش (۲ اگست ۱۹۹۱ء) بمقام اسلام آباد۔ برطانیہ

حضور ایدہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا:۔

نمازوں کے سلسلے کا آخری خطبہ

"نمازوں کے سلسلے میں جو خطبات دیئے جا رہے ہیں، آج یہ غالباً اس سلسلے کا آخری خطبہ ہے۔ مَیں نے گذشتہ خطبہ میں التحیات پر گفتگو ختم کی تھی لیکن التحیات کا مضمون ابھی جاری تھا۔ اس لئے التحیات ہی سے مَیں اس مضمون کو دوبارہ اٹھاتا ہوں۔

التحیات کا مطلب ہے: تحفے اور تحفوں کا تعلق عام دیگر انسانی لین دین کے معاملات سے بالکل الگ اور ممتاز ہوتا ہے۔ اس میں انسان ایک چیز کسی دوست یا کسی بڑے کے حضور اس خاطر پیش کرتا ہے کہ اس کے نتیجے میں اسے ویسی کوئی چیز نہ ملے بلکہ اس کی محبت اور رضا حاصل ہو اور یہی تحفے کا مفہوم ہے۔ اس نقطۂ نگاہ سے جو بھی مالی قربانیاں خدا کی راہ میں ہم پیش کرتے ہیں اُن کے اندر بڑھا کر واپس لینے کا مضمون قربانی کرنے والے کے ذہن میں نہیں آنا چاہیئے۔ اسی مضمون کو قرآن کریم یوں پیش فرماتا ہے کہ (-) کہ تو یہ سوچ کر احسان نہ کیا کر کہ تو بڑھا کر واپس لے گا۔ اس لئے اگرچہ آپ کو بار بار یہ سمجھایا جاتا ہے کہ خدا تعالیٰ ہمیشہ بہت بڑھا چڑھا کر دیتا ہے لیکن اگر اس نیّت سے خدا کے حضور پیش کیا جائے کہ زیادہ ملے گا تو یہ بہت ہی ادنیٰ سودا ہے اور اپنی قربانی کو تحفے کی بجائے ایک عام تجارت بنا دینے والی بات ہے۔ خدا سے تجارت کا معاملہ چلتا تو ہے مگر وہاں تجارت کا مفہوم اَور ہے۔ پس التحیات نے ہمیں بتا دیا کہ جو کچھ تم خدا کے حضور پیش کرتے ہو اس نیّت سے پیش کیا کرو کہ اس کے بدلے جزاء ملے اور جزاء رضا کی جزاء ہو نہ کہ دنیاوی جزاء۔ اس نیّت سے تحفے کا مضمون سمجھنے کے بعد ہماری تمام قربانیوں پر ایک غیر معمولی اثر پڑے گا چنانچہ نماز نے ہمیں صرف مالی قربانیوں سے متعلق ہی نہیں سمجھایا بدنی قربانیوں سے متعلق بھی یہی سمجھایا ہے۔ فرمایا (-)

اللہ تعالیٰ کو تحفہ پیش کرنے کے آداب

الصّلوٰت سے بدنی قربانی مراد ہے اور الطّیبات سے وہ پاکیزہ چیزیں مراد ہیں جو قولی ہوں یا فعلی ہوں یا جنس سے تعلق رکھتی ہوں اور جو ہم خدا کے حضور پیش کرتے ہیں۔ پس اس پہلو سے انسان کے خدا سے تمام تعلقات تحفہ پیش کرنے کے تعلقات ہو جاتے ہیں۔ جو شخص تحفہ قبول کرتا ہے اس کی دو حیثیتیں ہوتی ہیں۔ ایک وہ جو انسان کسی بڑے انسان سے تحفہ لیتا ہے جبکہ اس کے مقابل پر وہ مالی لحاظ سے بھی اور دوسرے لحاظ سے بھی ادنیٰ ہوتا ہے۔ ایسا شخص دل میں خواہش تو بہت رکھتا ہے کہ مَیں کسی طرح بڑھا چڑھا کر پیش کروں لیکن اُس خواہش کو پورا نہیں کر سکتا۔ اس لئے اگر وہ شخص جس کے حضور وہ تحفہ پیش کرنا چاہیے حقیقتاً معزز اور دل کا کریم ہو تو وہ اس کے ادنیٰ کو بھی بہت بڑھا کر قبول کرتا ہے۔ اس کے سوا اس غریب کے دل کی تمنّا پوری ہونے کی کوئی صورت باقی نہیں ہوتی گویا اس کے دل کی تمنّا بھی کسی بڑے انسان کے کرم پر منحصر ہے۔ پس اس پہلو سے جہاں تک خدا کو تحفہ دینے کا تعلق ہے وہ تو یہی رشتہ بنتا ہے۔ ایک ایسے وجود کو تحفہ پیش کیا جا رہا ہے جو ہر لحاظ سے بالا ہے اور اُسے ضرورت نہیں ہے۔ ہم اُس کو تحفہ پیش کرنے کی استطاعت بھی نہیں رکھتے لیکن جب وہ قبول کرتا ہے تو کرم کے نتیجے میں اس رنگ میں قبول کرتا ہے جیسے تم نے بہت بڑا کام کیا ہے۔ اور چونکہ وہ زیادہ دینے کی استطاعت رکھتا ہے۔ اس لئے وہ از خود زیادہ دیتا ہے ورنہ پیش کرنے والے کو تو اپنی غربت اور کم مائیگی کا احساس تھا۔ وہ تو اس شرم سے پیش کر رہا ہے کہ مَیں جو پیش کر رہا ہوں اس لائق نہیں کہ مَیں یہ پیش کر سکوں کیونکہ میرا محبوب اتنا بڑا ہے کہ میری طرف سے کچھ بھی پیش کیا جائے تو وہ چیز اس لائق نہیں ٹھہرتی کہ اس کے حضور پیش کی جائے پس اس کے بعد اس کے دماغ میں یہ خیال آنا کہ جتنا میں دوں گا

Digitized by Khilafat Library Rabwah

اس سے بڑھا کر وہ مجھے دے دے گا۔ کتنی کمینی بات ہوگی، کتنی گھٹیا بات ہو جائے گی اور تحفے کے مزاج بگاڑنے والی بات ہوگی۔ پس خدا تعالیٰ سے تعلقات کے وقت یہ سودا پیشِ نظر نہ رکھا کریں کہ ابھی میں نے دیا اور کل مجھے زیادہ مل جائے گا بلکہ یہ خیال کیا کریں کہ خدا کی راہ میں جو دینا چاہیئے اس کی استطاعت نہیں رکھتے اور تحفہ پیش کرنے کو دل چاہتا ہے اور تحفے کے مقابل پر اگر کوئی واپسی کی بات کرے تو اس سے بھی انسان شرم سے کٹ جاتا ہے تو اس نیت سے خدا کے حضور پیش کرنا چاہیئے کہ میں دے رہا ہوں اور شرم کے ساتھ دے رہا ہوں کہ جتنی توفیق ہے اس کے مطابق دے رہا ہوں ورنہ حق یہ تھا کہ اس سے بہت زیادہ دیا جاتا اور اس کے بعد اللہ تعالیٰ اسے قبول کرلے اور دنیا میں فوراً واپس نہ کرے تو یہ خیال دماغ میں پیدا ہو جانا کہ لوگ تو کہتے ہیں کہ چندے میں بڑی برکت پڑتی ہے لیکن ہمیں تو کچھ بھی فائدہ نہیں ہوا بہت ہی گھٹیا اور کمینی بات ہوگی اور یہ تحفہ نہیں رہے گا اور چونکہ تحفہ نہیں رہے گا اس لئے قبول بھی نہیں ہوگا کیونکہ التحیات میں ہمیں بتایا ہے کہ تحفے ہی ہیں جو قبول ہوں گے، باقی چیزیں نہیں ہوں گی۔ اگر تحفہ پیش کرتے ہو تو منظور ہے۔ تحفہ نہیں تو پھر تم اپنے کام سے کام رکھو، خدا اپنے کام سے کام رکھتا ہے۔ تمہارے ساتھ ان قربانیوں کے نتیجے میں خدا سے تمہارا تعلق قائم نہیں ہوگا۔

دوسری بات التحیات ہمیں یہ سکھاتی ہے کہ روزانہ ہم خدا کے حضور پانچ وقت جاتے ہیں اور کہتے ہیں کہ (۔۔) تو کوئی پہلے تحفے تو دوبارہ نہیں دیا کرتا۔ آخر ہم پانچ وقت کی نماز میں بعض دفعہ ایک سے زیادہ دفعہ جب خدا کے حضور یہی بات پیش کرتے ہیں کہ (۔) تو اس کا یہ مطلب تو بہر حال نہیں ہو سکتا کہ ہم نے ایک دفعہ جو نیکیاں کر دیں، ایک دفعہ جو قربانیاں خدا کے حضور پیش کیں انہی کو بار بار تحفہ بنا کر دے رہے ہیں کیونکہ دنیاوی تعلقات میں تو انسان ایسا نہیں کرتا۔ اگر ایسا کرے تو بہت ہی پاگل اور احمق دکھائی دے گا۔ پس نماز پانچ وقت یہ پیغام دیتی ہے کہ دو نمازوں کے دوران تم نے کوئی نیکی کی ہے کہ نہیں۔ اگر دو نمازوں کے دوران کوئی اچھا نیک قول بھی تم نے کہا ہے تو آنحضرت صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم کے ارشاد کے مطابق اور قرآن کے ارشاد کے مطابق وہ بھی ایک ہدیہ ہے، ایک تحفہ ہے، ایک اچھا نیک عمل ہے۔ خواہ قول بھی اچھا ہو تو وہ بھی نیک اعمال میں شمار ہو جاتا ہے۔ پس اگر اس عرصے میں کوئی اور نیک عمل کرنے کی توفیق نہیں ملی تو ذکرِ الٰہی کی توفیق ملی ہوگی کسی کو نیک نصیحت کرنے کی توفیق ملی ہوگی غیر کو نہیں تو اپنی بیوی کو، اپنے بچوں کو، اپنے ساتھیوں کو کوئی اچھی بات کہنے کی توفیق ملی ہوگی۔ اس تمام عرصے میں جو دو نمازوں کے درمیان آپ پر گذرتا ہے کچھ نہ کچھ تحفہ آپ نے ضرور بنانا ہے اور وہی تحفہ ہے جو خدا کے حضور پیش کیا جائے گا۔ پس اگر اس پہلو سے سوچتے ہوئے جب آپ نماز میں (۔) کہتے ہیں تو بسا اوقات دل کانپ جائے گا کہ ہم خالی ہاتھ آئے ہیں اور بات یہ کہہ رہے ہیں کہ اے خدا! ہم تیرے حضور تحفہ پیش کرنا چاہتے ہیں اور تحفے بھی ایسے ہیں جو جمع کی صورت میں ہیں یعنی تحائف پیش کر رہے ہیں (۔) نیک اعمال کے ذریعے، بدنی قربانیوں کے ذریعے بھی (۔) اور اچھی چیزیں پیش کر کے بھی۔ پس اس مضمون کو سمجھنے کے بعد التحیات کا پیغام بہت ہی وسیع ہو جاتا ہے اور زندگی کے ہر دائرے پر حاوی ہو جاتا ہے۔ روزمرہ کی نمازوں میں نیکیاں بھرنے کی طرف ہمیں متوجہ کرتا ہے اور یہ بتاتا ہے کہ اللہ کے حضور وہی نیکیاں قبول ہوں گی جو تحائف کا رنگ رکھتی ہوں گی اس کے بغیر نہیں۔ چنانچہ ... (تم کامل نیکی کو ہرگز نہیں پا سکتے جب تک اپنی پسندیدہ اشیاء میں سے خدا کے حضور خرچ نہ کرو۔ آل عمران: ۹۴) میں دراصل یہی پیغام ہے جو دیا گیا ہے کہ نیکی کی تعریف ہی تم نہیں سمجھتے اگر تمہیں یہ پتہ نہ ہو کہ جو کچھ خدا کے حضور پیش کرنے ہو، وہ کرو جو سب سے اعلیٰ ہو۔ اگر تمہیں سب سے اچھا پیش کرنے کا مزاج نہیں ہے۔ اگر تمہیں یہ بات سمجھ نہیں آتی کہ خدا کے حضور سب سے اچھا پیش کرنا چاہیئے تو تمہیں نیکی کی تعریف کا علم نہیں ہے۔ پس نیکی کی تعریف اور تحفے کی تعریف ایک ہی ہو گئی کیونکہ سمجھنے میں بھی انسان اچھی چیز چن کر پیش کیا کرتا ہے جبکہ ٹیکس میں بری چیز چن کر پیش کیا کرتا ہے۔ اگر مالیہ وصول کرنے والے گندم کی شکل میں مالیہ وصول کرنے آئیں تو کبھی زمیندار یہ نہیں کرتا کہ بہترین گندم چن کر وہ مالیہ والوں کے سپرد کر دے۔ جو سب سے ذلیل، پانی میں ڈوبی ہوئی یا کالی ہوئی ہوئی گندم ہے وہ مالیہ میں لگا دے گا۔ لیکن تحفے میں برعکس مضمون ہے۔ پس حقیقت میں ... (تم کامل نیکی کو ہرگز نہیں پا سکتے جب تک ...) میں تحفے ہی کی تعریف کی جارہی ہے چنانچہ فرمایا ... (جب تک تم اس چیز میں سے خرچ نہ کرو جو تمہیں پسندیدہ ہے) کہ جب تک تمہیں محبت نہ ہو۔ پس محبت ہی کے نتیجے میں تحفہ پیدا ہوتا ہے اور چونکہ تحفہ محبوب کے لئے پیش کیا جاتا ہے۔ اس لئے محبوب کے لئے محبوب چیز پیش کی جاتی ہے۔ پس وہ اعمال قبول ہوں گے جو آپ کو محبوب ہوں، جن کو فخر کے ساتھ آپ پیش کر سکیں اور وہ اچھی چیزیں، مالی قربانی ہو یا کوئی اور کلمات کے ذریعے خدا تعالیٰ کی حمد کا بیان ہو، وہ ساری اچھی چیزیں جو آپ پیش کرتے ہیں ایسے رنگ میں ہوں کہ سجی ہوئی ہوں، آپ کو اچھی لگ رہی ہوں۔ آپ کی نظر میں بھی محبوب ہوں۔

اس کے بعد یعنی (۔) کے بعد انسان کہتا ہے کہ (۔) اے نبیؐ ہم تجھ پر سلام بھیجتے ہیں۔ یہ سلام درحقیقت تحفے ہی کے رنگ میں پیش کیا جارہا ہے۔ کیونکہ خدا کو تحفہ دینے کے بعد جو سب سے زیادہ محبوب ہستی ہمیں دکھائی دیتی ہے وہ حضرت اقدس محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم کی ہستی ہے اور اللہ کو تحائف پیش کرتے کے بعد سب سے زیادہ تحفے کا حق اگر کوئی وجود رکھتا ہے تو وہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم ہی کا وجود ہے۔

نماز میں سلام بھیجنے کی حکمت

دوسری بات (۔) ہے یعنی ہم سب پر بھی سلام ہو اور مخاطب کے متعلق متکلم کا صیغہ آیا کرتا ہے۔ پس اس پہلو سے بھی التحیات کے اندر ایک حسنِ بلاغت پایا جاتا ہے۔ غائب میں خدا کی بات ہوئی۔ پھر مخاطب میں حضرت محمد رسول اللہ کی بات ہوئی۔ اس کے بعد ہم متکلم میں داخل ہو گئے اور اپنے ساتھ تمام کو شامل کر لیا خواہ وہ موجود ہوں یا نہ ہوں۔ اس لئے اس مضمون میں موجودگی کی کوئی بحث نہیں ہے۔ صرف ایک درجہ بدرجہ بڑھتے کی گفتگو ہو رہی ہے اور ایک حسنِ کلام ہے جو اس شان کے ساتھ اپنے پہلو بدل رہا ہے (۔)۔ پھر تمام صالح بندوں پر سلامتی بھیجی گئی۔ اس مضمون پر جا کر سورۂ فاتحہ سے ہم نے جو مضامین سیکھے تھے وہ اپنے درجۂ کمال کو پہنچ گئے اور خدا تعالیٰ کی حمد کے بعد آنحضرت صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم کی مدح کی اور اپنے لئے اور تمام (ایمان داروں) کے لئے ہر قسم کی دعائیں ہم نے اس میں مانگیں۔ اللہ تعالیٰ سے ذاتی تعلقات قائم کئے۔

اب اس کے بعد یہ سوال ہے کہ (کلمہ شہادت) کا کیا موقع ہے اور اس مقام پر اسے کیوں سجایا گیا ہے؟ میں نے جہاں تک غور کیا ہے میں سمجھتا ہوں کہ کلمہ (طیبہ) درحقیقت سورۂ فاتحہ میں موجود ہے۔ (۔) اور یہ مضمون سورۂ فاتحہ ہی کا ہے جو یہاں آکر کامل ہوتا ہے اور ہمیں ایک نئی طرز پر بتایا جا رہا ہے۔ جب ہم ... (ہم تیری ہی عبادت کرتے ہیں اور تجھ ہی سے مدد مانگتے ہیں) کہتے ہیں تو یہاں صرف معبود کے طور پر خدا کا اقرار ہی نہیں کرتے بلکہ (صرف تجھ ہی سے) کہہ کر ساتھ غیب کی نفی بھی کر رہے ہیں تو حقیقت میں (کلمہ طیبہ) کا مضمون (ہم تیری ہی عبادت کرتے ہیں اور تجھ ہی سے مدد مانگتے ہیں) میں بہت شان کے ساتھ گویا مختلف لفظوں میں بیان ہو جاتا ہے۔ اس کے بعد جب ہم (جن پر تیرا انعام ہوا) کے مضمون میں داخل ہوتے ہیں تو سب سے بڑا نبی جس پر سب سے زیادہ انعاموں کی بارش کی گئی وہ حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم ہی تھے۔ اسی لئے نماز میں جب ہم یہ دعا مانگتے ہیں کہ اُن لوگوں کے رستوں پر چلا جن پر تو نے انعام فرمایا۔ تو سب سے زیادہ واضح طور پر جو نبی انسان کے ذہن پر چھا جاتا ہے وہ حضرت اقدس محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم ہیں۔ آپ ہی ہیں جو ذہن پر چھا جاتے ہیں۔ آپ ہی ہیں جو دل میں سما جاتے ہیں اور حقیقت میں آپ کے نام کے ساتھ باقی سب نبیوں کا نام

Digitized by Khilafat Library Rabwah

شامل ہو جاتا ہے پس انعام یافتہ لوگوں میں سب سے اہم ذکر حضرت محمد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم کا ہے اور اسی کا دوسرے لفظوں میں بیان یوں ہوا کہ (اللہ کے سوا کوئی معبود نہیں اور محمد اللہ کے رسول ہیں) تو نماز نے چونکہ درجہ بدرجہ ہماری تربیت کی اور سورۃ فاتحہ کا مضمون ہم پر مزید کھلتا چلا گیا۔ اسی مضمون کا معراج یہ کلمہ (شہادت) ہے۔ (۔) لیکن یہاں یہ کلمہ تجربے کے بعد بیان ہوا ہے، نظریاتی طور پر نہیں۔ سورۃ فاتحہ نے ہمیں خدا سے تعلقات کے ایسے تجارب سے گذارا ہے اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم کا مقام ہم پر اس طرح ظاہر فرما دیا کہ تحفہ دیتے وقت سب سے پہلے خدا کی ذات کا تصور ذہن میں آیا اور اس کے معاً بعد حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم کا تصور ذہن میں آیا۔ پس اسی مضمون نے ہمیں (کلمہ طیبہ) یاد کرایا (۔) کہ حقیقت میں دو ہی چیزیں ہیں۔ اللہ کی ذات اور محمد رسول اللہ۔ باقی سب افسانے ہیں۔ باقی وہ ہیں جو ان کے ساتھ جڑے ہوئے ہیں اور ان کے ساتھ تعلق کی بناء پر ان کا وجود بنتا ہے۔

درود میں حضرت ابراہیمؑ کے ذکر کی حکمت

یہاں تک سورۃ فاتحہ کا سفر حاضر اور مستقبل کا سفر تھا۔ اس میں حاضر کے طور پر مخاطب کیا جا رہا ہے۔ اور حاضر یا مستقبل کے طور پر دعائیں مانگی جا رہی ہیں۔ اب نماز آپ کو دوسرے زمانوں کا سفر بھی کرائے گی اور پہلوں کی یادیں بھی آپ کے لئے لے کر آئے گی۔ چنانچہ آپ دیکھیں شروع سے آخر تک جب تک ہم کلمہ (طیبہ) نہیں پڑھتے اور یہ شہادت نہیں دیتے اس وقت تک ہماری ساری دعائیں حاضر اور مستقبل سے تعلق رکھنے والی دعائیں ہیں۔ ان معنوں میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم پر دعا بھیجتے وقت بھی آپ کو ماضی کے وجود کے طور پر مخاطب نہیں کیا گیا بلکہ ایک حاضر وجود کے طور پر مخاطب کیا گیا ہے اور اس کا ایک معنی یہ بھی ہے کہ آپ کا زمانہ زندہ ہے۔ آپ ایک ایسے زندہ نبی ہیں جو زمانی لحاظ سے ماضی میں نہیں رہے بلکہ حال کے بھی نبی ہیں اور مستقبل کے بھی نبی ہیں۔ اس "اب تک" کا جو مضمون تھا وہ چونکہ حاضر اور مستقبل کے زمانے سے تعلق رکھتا تھا اس لئے آپ کا ذکر ان لوگوں میں کیا گیا۔ اب ماضی کی طرف بھی نماز ہمیں لے کر جاتی ہے۔ چنانچہ اس کے معاً بعد جب ہم (جس طرح تو نے سلامتی نازل کی ابراہیمؑ پر اور ان کی آل پر یقیناً تو تعریف کے قابل اور بزرگی والا ہے) کہہ کر درود بھیجتے ہیں تو ماضی کے نیک لوگوں کے لئے بھی دعائیں مانگتے ہیں۔ چنانچہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم کے بعد جس کا سب زیادہ حق ہے کہ اس پر سلام بھیجا ہے۔ تو وہ حضرت ابراہیم علیہ الصلوٰۃ والسلام ہیں۔ ابراہیم علیہ الصلوٰۃ والسلام ابوالانبیاء بھی کہلاتے ہیں۔ حضرت ابراہیم علیہ الصلوٰۃ والسلام وہی بزرگ نبی ہیں جن کی اولاد میں حضرت اقدس محمد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم پیدا ہوئے۔ آپ وہی بزرگ نبی ہیں جن کی دعاؤں کو خدا تعالیٰ نے قبولیت کا شرف بخشا اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم آپ کی دعاؤں کا بہترین ثمر ہیں۔ پس اس تعلق کو ظاہر کرنے کے لئے اور یہ بتانے کے لئے کہ تم اگر اپنے محسنوں کے لئے دعا کرتے ہو اور ان کو تحائف پیش کرتے ہو تو ایک بڑے عظیم سابق محسن کو بھی یاد رکھنا اور وہ ابراہیمؑ ہیں اور ان کے حوالے سے پھر حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم پر سلامتی بھیجو۔ سلامتی تو ہم دراصل آنحضرت صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم پر بھیج رہے ہیں۔ لیکن حضرت ابراہیم علیہ السلام کا وجود آنحضرت صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم کے وجود کے ساتھ منسلک کر کے حضرت ابراہیمؑ کو بھی بہت ہی عظیم خراج تحسین پیش کرتے ہیں اور کما صلیت میں جاری سلامتی ہے، کوئی ماضی کی سلامتی نہیں ہے۔ یہ مضمون بھی لوگ غلط سمجھتے ہیں۔ واقعہ یہ ہے کہ یہ مراد نہیں ہے کہ جس طرح حضرت ابراہیمؑ پر سلامتی بھیجی گئی تھی اور ختم ہو گئی اسی طرح رسول اللہ صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم پر سلامتی بھیج۔ اگر ایسی محدود سلامتی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم کے لئے مانگنی ہے تو اس سے نہ مانگنا بہتر ہے (جس طرح تو نے سلامتی بھیجی) میں دراصل ماضی کا واقعہ ہے۔ ماضی میں سلامتی شروع ہوئی تھی اس لئے ماضی کا صیغہ بولا گیا ہے ورنہ ہرگز یہ مراد نہیں کہ وہ سلامتی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم کے وقت پہ آ کر ختم ہو گئی بلکہ قرآن خود بتا رہا ہے کہ حضرت ابراہیمؑ کا نام سلامتی کے ساتھ قیامت تک لیا جائے گا۔ آخرین میں بھی سلامتی کے ساتھ آپ کو یاد کیا جائے گا۔ پس اس طرح اس درود کا مطلب یہ بنے گا کہ اے خدا! تو حضرت محمد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم پر اسی طرح ہمیشہ جاری رہنے والی سلامتیاں بھیج جس طرح تو نے ابراہیمؑ پر ہمیشہ جاری رہنے والی سلامتی بھیجی تھی۔ جس طرح ابراہیمؑ کی نسل میں تو نے بہت عظیم الشان پھل لگائے۔ اسی طرح محمد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم کی نسل میں بھی بہت ہی عظیم الشان پھل لگا جس طرح ابراہیمؑ اور ابراہیمؑ کی نسل میں تو نے محبت کی اور ان سب سے محبت کی جو ابراہیمؑ کے پیچھے پیچھے چلنے والے تھے اسی طرح محمد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم اور آپ کی اولاد اور ان سب سے محبت فرما جو آپ کے پیچھے چلنے والے ہیں۔ پس ان معنوں میں درود شریف میں حضرت ابراہیم علیہ السلام کا ذکر ایک اور رنگ بھی اختیار کر لیتا ہے اور کیونکہ ایک ماضی کے محسن کا ذکر ہے اس لئے نماز کی دعا زمانے میں وسیع تر ہو جاتی ہے اور اس کا تعلق ماضی سے بھی شروع ہو جاتا ہے۔ اسی تعلق کی بناء پر آگے چل کر آپ کو اپنے والدین کے لئے بھی دعا سکھا دی گئی۔۔۔ (اے میرے رب مجھے اور میری ذریت کو نماز قائم کرنے والا بنا) میں پہلے اولاد کا بتایا لیکن سارے زمانے اکٹھے کر دیئے ہیں (۔) اے خدا مجھے نماز کا قائم کرنے والا بنا دے (۔) اور میری اولاد کو بھی نماز پر قائم کر دے (۔) اے ہمارے رب! ہماری دعا کو قبول فرما (۔) اے خدا! مجھے بھی بخش دے اور میرے والدین کو بھی بخش دے تو جس طرح روحانی طور پر آنحضرت صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم کے والدین کا ذکر کیا گیا اسی طرح دعا کرنے والے نے اپنے والدین کا بھی ذکر کیا کہ مجھے بھی بخش، میری اولاد کو بھی بخش اور میرے والدین کو بھی تو حضرت ابراہیمؑ اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم اور آئندہ نسلوں کا جو تعلق روحانی طور پر ہمارے سامنے پیش کیا گیا ہے۔ اس دعا میں ویسا ہی اپنی اولاد کے ساتھ، اپنے ساتھ اور اپنے والدین کے ساتھ ایک تعلق دکھا کر اس کی دعا سکھا دی گئی۔

نماز میں لذت کا لامتناہی سلسلہ

پس نماز کو اگر آپ غور سے پڑھیں تو ایک لامتناہی مضمون ہے جو کبھی ختم نہیں ہو سکتا اور یہ ناممکن ہے کہ ہر نماز میں نماز کا ہر پہلو سے حق ادا ہو۔ اس لئے کہیں نہ کہیں آپ کو کسی جگہ ٹھہر کر نماز کی لذت حاصل کرنی ہوگی اور یہ آپ کے مزاج اور حالات کے مطابق ہے۔ ہر لفظ پر اگر آپ ٹھہریں اور اس طرح غور کر کے نماز پڑھیں تو ایک ہی نماز ۲۴ گھنٹے چلتی رہے گی اور یہ ممکن نہیں ہے۔ اس لئے اللہ تعالیٰ نے مزاج کو ایسا بنایا ہے کہ وہ بدلتے رہتے ہیں۔ کبھی کسی خاص مزاج میں انسان نماز پڑھ رہا ہے اور کبھی کسی خاص مزاج میں نماز پڑھ رہا ہے۔ کبھی سورۃ فاتحہ کا پہلا حصہ ہے اس نے ہی دل تھام لیا ہے اور آگے نہیں بڑھنے دیتا۔ کبھی درمیان میں آ کر دل اٹکتا ہے کبھی آخر پر۔ کبھی رکوع میں کبھی سجود میں گویا کہ مختلف حالات میں مختلف انسان اپنے مزاج کے مطابق مختلف رنگ میں نماز سے لذت پانے کی صلاحیت رکھتے ہیں۔ اس لئے جو شخص متلاشی ہوگا جب اس کو اپنے مزاج کی چیز کہیں ملے گی تو وہ وہیں ٹھہر جائے گا اور وہاں وہ زیادہ لطف اٹھائے گا اور اس طرح کوئی نماز بھی انسان کی ایسی نہیں جو لذتوں اور پھلوں سے خالی رہ جائے لیکن اگر غفلت کی حالت میں نمازیں ادا کرتے ہیں تو ساری عمر کی نمازیں بھی خالی ہوں گی، خالی برتن ہوں گے، ایسے برتن کہ جب آپ یہ خدا کے حضور پیش کریں گے اور کہیں گے (۔) تو خالی التحیات کے کھوکھلے برتن ہوں گے جن میں نہ الصلوٰت ہوں گی نہ الطیبات ہوں گی۔ یہ ایک تمسخر ہے۔ اپنے ساتھ بھی دھوکہ ہے اور خدا سے بھی دھوکہ کرنے کی کوشش ہے۔ اللہ تعالیٰ ہمیں ایسا بنائے کہ ہماری عبادات کو اپنے ذکر سے بھر دے اور ایسے ذکر سے بھر دے کہ جس سے ہماری زندگیاں اللہ تعالیٰ کے ذکر سے ہمیشہ معطر رہیں۔ ہمارے وجود خدا کی ذات سے لذت پانے والے ہوں، جیسا کہ حضرت (بانی سلسلہ عالیہ احمدیہ) نے فرمایا اور خدا کی ذات کے رنگ اور اس کی صفات ہماری ذات میں جاری ہونے والی ہوں۔

Digitized by Khilafat Library Rabwah

یہ وہ نماز ہے جو بالآخر انسان کو خدا نما بنا دیتی ہے۔ یہ وہ نماز ہے جس کے بعد انسان جتنی دفعہ بھی نماز میں جاتا ہے ہر دفعہ کوئی نیا موتی لے کر نکلتا ہے۔ نیا گوہر لے کر واپس لوٹتا ہے۔ کبھی انسان ایسی نمازوں سے خالی ہاتھ واپس نہیں لوٹا۔ اور جتنا ترقی کرتا ہے اتنا ہی خدا کے رنگ اس پر پہلے سے بڑھ کر چڑھتے چلے جاتے ہیں۔ اتنا ہی زیادہ اس میں انکسار پیدا ہوتا چلا جاتا ہے۔ اتنا ہی زیادہ وہ رکوع اور سجود کا اہل ہوتا چلا جاتا ہے اور تکبر کی بجائے اس میں انکساری بڑھنے لگتی ہے۔ خدا کرے کہ ہمیں، ہمارے بڑوں کو بھی اور چھوٹوں کو بھی، موجودہ نسلوں کو بھی اور آئندہ نسلوں کو بھی ایسی ہی نمازیں نصیب ہوں۔

محترم چوہدری ہدایت اللہ بنگوی صاحب کا ذکرِ خیر

اس کے بعد اب میں اس مضمون کو ختم کرتے ہوئے آج ایک اور واقعہ کا ذکر کرنا چاہتا ہوں۔ آج ہمارا ایک بہت ہی پیارا وجود جو جماعت یو۔کے (U.K) کا ایک بہت ہی محبوب وجود تھا یعنی چوہدری ہدایت اللہ صاحب بنگوی آج صبح اچانک ہم سے جدا ہوئے اور اپنے رفیقِ اعلیٰ کے حضور حاضر ہو گئے۔ ان کو میں بہت دیر سے جانتا ہوں، جب میں طالب علم تھا۔ اس وقت بھی ان سے مختصر سا تعلق بنا تھا۔ ۱۹۱۶ء میں آپ پیدا ہوئے تھے اور تعلیم کے دوران بھی اور بعد میں بھی جس حالت میں رہے ہمیشہ سلسلہ کے بہترین خادم رہے۔ کسی نہ کسی شکل میں جماعت کی خدمت کی توفیق ملتی رہی۔ تقسیم سے پہلے دہلی کے قائدِ مجلس خدام الاحمدیہ بھی رہے۔ تقسیم کے بعد جب جماعت کراچی کی نئے رنگ میں تنظیم قائم ہوئی تو حضرت (فضل عمر۔ اللہ آپ سے ہمیشہ راضی رہے) نے آپ کو براہِ راست خود مجلس عاملہ کراچی کا ممبر مقرر فرمایا۔ بہرحال سلسلہ کے مختلف خدام ہیں جنہیں مختلف رنگ میں خدمت کی توفیق ملتی ہے اور ایک نہیں، دو نہیں، آج کل تو خدا کے فضل سے ہزاروں ہیں جو اسی قسم کی زندگی گزارتے ہیں۔ بنگوی صاحب کے متعلق جو چند کلمات میں خصوصیت سے کہنا چاہتا ہوں وہ یہ ہیں کہ آپ طبعاً خدمت کرنے والے انسان تھے۔ صرف جماعت کی ہی خدمت نہیں بلکہ اپنی سروس کے دوران جو اکثر فارن آفس میں رہی اور اس کے تعلق میں دنیا کی مختلف ایمبیسیز میں آپ مقرر ہوتے رہے آپ نے اس طرح بے لوث ہر ایک کی خدمت کی ہے کہ وہ غیر احمدی، افسر ہوں یا ماتحت یا ساتھی جنہوں نے آپ کے ساتھ کسی جگہ وقت گزارا ہے ہمیشہ آپ کو بڑی محبت سے یاد کرتے ہیں اور مجھے امریکہ سے کچھ عرصہ پہلے بنگوی صاحب کے ایک دوست کا خط ملا تھا اس میں اس نے بتایا کہ یہ ایسا وجود ہے جو بھلانے کے لائق نہیں ہے۔ بہت ہی خدمت کرنے والا اور بہت ہی احسان کرنے والا وجود ہے۔ پس اس دَور میں جو ربوہ سے آنے کے بعد کا دَور ہے اور جسے میں (ترکِ وطن) کا دَور کہہ رہا ہوں، جبکہ میں پاکستان سے آکر انگلستان میں عارضی پر آباد ہوا تو آتے ہی میں نے سب سے پہلے یہ صلائے عام دی کہ (کون ہے جو اللہ کی راہ میں میرا مددگار ہوگا؟) کون ہے جو اللہ کی خاطر اللہ کے نام پر میری نصرت کرنے والا بنے گا تو وہ اوّلین آوازیں جنہوں نے لبیک کہا ان میں ہدایت اللہ صاحب بنگوی کی آواز بھی تھی اور اس آواز میں ایسا خلوص تھا، ایسی سچائی تھی کہ اس کے بعد میں نے ان کو ہمہ وقت خدمتِ دین میں مگن دیکھا اور سخت بیماری کی حالت میں بھی اس بیماری کو چھپا کر کہ مجھے خدمت سے روک نہ دیا جائے آپ خدمت میں ہمیشہ مگن رہے اور میں یہ گواہی دیتا ہوں کہ ان آوازوں میں سے یہ آواز یقیناً سچی آواز تھی، صدقِ دل سے اٹھائی گئی آواز تھی۔ چنانچہ ساری زندگی جو آپ نے بعد میں میرے ساتھ گزاری وہ زندگی اس بات کا نمونہ تھی کہ آپ واقعی اللہ کے انصار میں داخل ہو گئے تھے (۔) ان لوگوں میں سے اور بھی بہت سے ہیں جنہوں نے اپنی نیتوں کو پورا کر دیا اور بعض ایسے ہیں جو نیتیں پوری کر کے خدا کے حضور حاضر ہو گئے اور بعض ایسے ہیں جو ابھی انتظار کر رہے ہیں۔ خدا تعالیٰ اس وجود کو غریقِ رحمت فرمائے۔ آخر سانس تک خدمت میں وقت گذارا۔ ہر جلسہ کے بعد جب میں ان کو مبارک باد دیتا رہا کہ آپ نے بہت ہی عمدہ خدمت کی ہے۔ اللہ تعالیٰ اسے قبول فرمائے۔ تو ہمیشہ جذبات سے مغلوب ہو جایا کرتے تھے اور دو باتیں ہمیشہ کہا کرتے تھے۔ ایک تو یہ کہ میری خدمت کوئی چیز نہیں۔ یہ آپ کی دعاؤں کا پھل ہے اور پھر تکرار سے کہا کرتے تھے کہ میں تکلفاً نہیں کہہ رہا میں دل کے پورے یقین سے کہہ رہا ہوں کہ یہ محض دعاؤں کا پھل ہے، میری کوئی حیثیت نہیں ہے۔ دوسرے یہ دعا یاد کروایا کرتے تھے کہ میرے لئے ہمیشہ یہ دعا کریں کہ چلتے پھرتے آخری سانس تک خدمت میں میری جان جائے۔ ایسا ہی ہوا اور یہ جلسہ جو بہت ہی کامیاب گزرا ہے آپ نے دیکھا کہ کس طرح ان کو سخت بیماری کی حالت میں بھی چلتے پھرتے خدمتِ دین کی توفیق ملتی رہی۔ صبح جب میری بیگم کو پتہ چلا کہ بنگوی صاحب وفات پا گئے ہیں تو کہتی ہیں کہ رات بڑی دیر تک نیچے سے میں ان کی آوازیں سنتی رہی۔ یہ آکر مہمانوں کے لئے ہدائتیں دے رہے تھے اور کوئی سوچ بھی نہیں سکتا تھا کہ اتنی کراری اور بلند آواز والا شخص جو اس طرح رات گئے بہت دیر تک مہمانوں کی خدمت میں مصروف ہے صبح اچانک رخصت ہو جائے گا۔ مگر بہرحال یہ بھی اللہ کا بہت بڑا احسان ہے۔ کہ ۱۹۸۵ء سے لے کر اب تک، جب میں نے انہیں افسر جلسہ مقرر کیا تھا، یہ نہایت ہی عمدگی اور کامیابی کے ساتھ اپنے فرائض کو سرانجام دیتے رہے اور یہ ساری زندگی گویا (لیز) LEASE پر تھی یعنی ڈاکٹروں نے تو جواب دیا ہوا تھا لیکن خدمتِ دین کا جذبہ انہیں لئے پھرتا تھا اور اللہ نے اس جذبے کو قبول فرمایا اور زندگی کا ایک نیا دَور عطا فرمایا۔

پس اگرچہ جدائی انسان کو ضرور دکھ پہنچاتی ہے۔ لیکن بعض جدائیاں دکھ کے ساتھ بعض خوشی کے جذبات بھی رکھتی ہیں۔ ان کی جدائی کی بھی یہی کیفیت ہے جیسے کوئی شخص کامیاب دَورے کے بعد رخصت ہو رہا ہو تو لوگ دل کے بڑے گہرے غم کے ساتھ اس کو رخصت کرتے ہیں مگر ساتھ ہی صمیمِ قلب کے ساتھ مبارک بادیں بھی پیش کرتے ہیں پس میں اس جانے والے کو اسی جذبے کے ساتھ رخصت کرتا ہوں کہ اے جانے والے! ہم بہت مغموم ہیں۔ ہمارا دل تیرے صدمے سے گھائل ہو گیا ہے۔ لیکن ہم صمیمِ قلب کے ساتھ تجھے مبارک باد پیش کرتے ہیں تو نے ایک کامیاب بندے کی زندگی گزاری اور ایک کامیاب احمدی کی حالت میں آخری سانس تک زندہ رہا اور اسی حالت میں جان جانِ آفریں کے سپرد کی۔ اللہ بے شمار رحمتیں ان پر نازل فرمائے۔ اور اس ٹیم کو انہی نیکیوں پر قائم رکھے جس ٹیم کو انہوں نے بڑی محنت اور خلوص اور دعاؤں کے ساتھ تیار کیا ہے۔ ان کا نعم البدل ہمیں عطا کرے۔ ان کی اولاد کو توفیق بخشے کہ وہ ان کی خوبیوں کو اپنی ذات میں زندہ کر کے انہیں نئی زندگی عطا کرے۔

جہاں تک جماعتِ احمدیہ کا تعلق ہے اس کی تاریخ میں وہ (اللہ نے چاہا تو) ہمیشہ زندہ رہیں گے۔ اللہ تعالیٰ ان کو اور ان کی اولاد کو ہمیشہ اپنے فضلوں کا وارث بناتا رہے اور ان کی روح کو اعلیٰ علیین میں جگہ عطا فرمائے۔

اس کے بعد میں یہ مختصر اعلان کرنا چاہتا ہوں کہ جمعہ کے معاً بعد اللہ نے چاہا تو ان کا جنازہ ہوگا۔ اس کے ساتھ کچھ جنازہ ہائے غائب بھی ہوں گے جن کا اعلان غالباً پہلے کیا جا چکا ہے اور میری خواہش تھی کہ اسی جلسہ کے اختتام پر اسلام آباد ہی میں ان کا جنازہ ہو چنانچہ اس خواہش کے پیشِ نظر ان کے عزیزوں نے بہت محنت کر کے بہت جلدی جلدی ان کو غسل دیا اور تیار کیا۔ پس آپ سب لوگ جمعہ کے بعد اسی جگہ کھڑے رہیں سوائے ان چند ساتھیوں کے جو میرے ساتھ باہر جا کر ان کی نعش کے سامنے کھڑے ہو کر وہاں جنازہ پڑھیں گے، باقی آپ اسی طرح صفوں میں کھڑے ہو جائیں۔

روزنامہ الفضل ربوہ

پبلشر: آغا سیف اللہ۔ پرنٹر: قاضی منیر احمد
مطبع: ضیاء الاسلام پریس۔ ربوہ
مقامِ اشاعت: دارالنصر غربی۔ ربوہ

قیمت: ایک روپیہ پچاس پیسے

Digitized by Khilafat Library Rabwah

اخوند فیاض احمد

آپ کا خط ملا

یاد رفتگاں

الفضل میں آپ کے رشحات "کاغذی ہے پیرہن" کے ذریعہ مغربی افریقہ میں آپ کی مساعی جمیلہ اور نہ صرف اس خطۂ زمین بلکہ دنیا کے دوسرے ممالک کے بھی سربرآوردہ اصحاب کے تعارف سے بہت قیمتی معلومات حاصل ہوتی ہیں۔ نیز جماعت احمدیہ سے تعلق رکھنے والے بہت سے مخلص اور فدائی دوستوں کے ذکر خیر سے دل کو گونہ تسکین محسوس ہوتی ہے۔

اس عنوان کے تحت گذشتہ تین مضامین میں برادرم محترم شیخ نصیر الدین احمد صاحب ابن محترم و معظم ڈاکٹر بدر الدین احمد صاحب کا ذکر خیر بھی ہوا ہے (محترم ڈاکٹر بدر الدین احمد صاحب اور ان کے والد ماجد حضرت خانصاحب فرزند علی خان صاحب، دونوں ذاتی طور پر خاکسار سے محبت و شفقت کا اظہار فرماتے تھے اللہ تعالیٰ ان کو بہت بلند درجات عطا فرماوے) برادرم محترم شیخ نصیر الدین احمد صاحب سے خاکسار کا خصوصی تعلق سنہ ۱۹۴۶ء میں قادیان میں تعلیم الاسلام کالج میں بی ایس سی کی کلاس کے اجراء پر ہوا جب کہ ہم دونوں نے اس کلاس میں داخلہ لیا تھا (برادرم محترم موصوف اس سے پہلے مولوی فاضل کر چکے تھے) اس کلاس میں برادرم محترم سید میر داؤد احمد اور برادرم محترم مسعود احمد عاطف بھی داخل ہوئے تھے۔ یہ تینوں پیارے وجود علی قدر مرتبہ بھرپور زندگیاں گذار کر، اللہ تعالیٰ کے حضور حاضر ہو چکے ہیں۔ اور محترم سیفی صاحب! برادرم محترم نصیر الدین احمد کا ذکر خیر آپ کے قلم سے اس لئے بھی خاکسار کے لئے خاص خوشی اور گونہ فخر کا موجب ہے کہ ایک خادم سلسلہ جب دوسرے خادم سلسلہ کا ذکر کرتا ہے تو یہ ذکر ایک خاص روحانی تعلق اور سعی و خدمت کے میدان میں ایک دوسرے کے ساتھ گہری شناسائی پر مبنی ہوتا ہے۔

برادرم محترم شیخ نصیر الدین احمد سے خاکسار کی دوستی اور رفاقت ویسے تو ۱۹۴۶ء کے وسط سے شروع ہوئی مگر وہ خاکسار کو کچھ عرصہ پہلے سے جانتے تھے، نہ معلوم کس بنا پر۔ اس لئے کلاس فیلو بنتے ہی بے تکلف ہو گئے۔ بہت ہنس مکھ، ذہین، صاحب علم، نہایت ہمدرد فطرت والے محنتی، دکھ درد میں کام آنے والے اور بے لوث دوست تھے۔ قادیان کے بعد لاہور اور ربوہ میں ان کی رہائش کے دوران ان سے بہت قریبی تعلق خاکسار کا ہمیشہ قائم رہا۔ انہوں نے بی ایس سی کے بعد شاہد کی ڈگری حاصل کی جرنلزم میں ڈپلومہ لیا۔ عربی میں آنرز کی ڈگری پہلے سے وہ حاصل کر چکے تھے۔ اور پھر نائیجیریا اور زیمبیا میں خدمات بجا لائے۔ جب بیرونی ممالک میں تھے تو خاکسار سے خط و کتابت کے ذریعہ تعلق قائم رکھا ربوہ میں خدمات بجا لائے۔ اپنے اور اپنے اہل و عیال کے احوال سے خاکسار کو مطلع فرماتے۔ اپنی خاص دعاؤں سے خاکسار کو نوازتے تھے۔ یوں لگتا تھا کہ ہم دونوں گویا ایک ماں جائے بھائی ہیں

ان کے قابل عزت مقام کا اس ایک واقعہ سے اظہار ہوتا ہے کہ ایک مرتبہ جب خاکسار ربوہ میں رات کے وقت اُن کے ساتھ کہیں جا رہا تھا۔ اور وہ اپنے مخصوص پیارے انداز کے ساتھ خاکسار سے گفتگو فرماتے ہوئے چل رہے تھے۔ اندھیرے میں پیچھے سے بائیسکل پر سوار ایک ہونہار "ابن الفارس" ہمارے پاس سے گذر گئے اور تیزی سے گذرتے ہوئے فرما گئے "مولانا جا رہے ہیں" ہم دونوں نے یہ خوبصورت اور من موہنی آواز سنی، خاکسار قدرے دھیمی اور پیارے "مولانا" کھکھلا کر بلند آواز میں ہنس دیئے تھے۔

برادرم محترم شیخ نصیر الدین احمد ایک آسودہ حال باپ کے بیٹے تھے (اگرچہ ان کے محترم والد ماجد اپنی آمدنی کا زیادہ حصہ خدمتِ سلسلہ میں صرف کر دیتے تھے مگر بحیثیت واقف زندگی کثیر اہل و عیال کے ساتھ اپنے الاؤنس میں گذارہ کرتے اور خوش رہتے تھے۔ بہت مہمان نواز تھے

زندگی کے آخری ایام میں جب کر برادرم موصوف امریکہ گئے تو وہاں بھی آنریری مربی کے فرائض انجام دیتے رہے۔ انہوں نے کچھ عرصہ ہوا چند تصویریں اپنی مساعی سے تعلق رکھنے والی خاکسار کو بھجوائی تھیں۔ یہ ان کی خاکسار کے ساتھ محبت کی نشانی ہے۔ وفات سے کچھ دن پہلے انہوں نے خاکسار کو امریکہ سے دفتر میں فون کیا۔ جب کہ خاکسار دفتر سے باہر گیا ہوا تھا۔ پھر دوسرے روز خاکسار کے گھر فون کیا جب کہ خاکسار گھر سے باہر تھا اور خاکسار کی اہلیہ کو اپنی خطرناک بیماری کے متعلق بتایا اور دعا کی درخواست کی اور شدید خواہش کا اظہار کیا کہ وہ ایک بار خاکسار سے ضرور بات کرنا چاہتے تھے۔ مگر اپنا فون نمبر دونوں مرتبہ نہیں چھوڑا تھا۔ اس لئے خاکسار اُن کو واپس ٹیلیفون نہ کر سکا تھا۔ اور چند روز کے بعد ایک مرتبہ آدھی رات سے کچھ آگے، ہمارے گھر ٹیلیفون کی گھنٹی بجنے لگی۔ خاکسار نے لاؤنج میں آکر ریسیور اٹھایا تو عزیزہ امۃ الرشید (برادرم محترم کی صاحبزادی) کی آواز آئی "چچا جان" ابا جان آج فوت ہو گئے ہیں۔ خاکسار دم بخود سا رہ گیا اور پھر بے اختیار زبان سے نکلا کہ ہم سب اللہ کے لئے ہی ہیں اور ہم سب اللہ کی طرف لوٹیں گے۔ عزیزہ کے سامنے چند فقروں میں اظہار تعزیت کیا۔ ان کی والدہ ماجدہ اور بھائی بہنوں سے ہمدردی کے کچھ الفاظ کہے اور چند ضروری نصائح جو اس وقت ذہن میں آئیں۔ عزیزہ کو کر دیں۔ عزیزہ نے جو کمال ضبط و صبر کا مظاہرہ کر رہی تھیں آخیر میں اتنا کہا "اچھا" اور انہوں نے فون بند کر دیا۔

میرے پیارے محترم بھائی شیخ نصیر الدین احمد جو خدا تعالیٰ کے فضل سے ایک معزز دادا اور ایک معزز باپ کی اولاد تھے۔ اور خود انہوں نے اپنی ساری زندگی خدمت سلسلہ اور خدمت انسانیت میں بسر کی۔ اب وہ اس دنیا سے رخصت ہو کر اپنے ازلی و ابدی مالک اور آقا کے حضور حاضر ہو گئے ہیں۔ وہ مالک اور آقا جو سب قدر دانوں سے بڑھ کر قدر کرنے والا اور سب رحم اور پیار کرنے والوں سے بڑھ کر رحم اور پیار کرنے والا ہے۔

اے میرے پیارے اور محترم بھائی! اب تو اسی ازلی و ابدی مالک اور آقا کے سپرد!

کس نے کیا کہا

جناب عبدالستار صاحب ایدھی کی ایک خبر پر جنگ نے درج ذیل سرخیاں لگائی ہیں۔

"ظالموں سے کوئی امید نہیں، ایک دن کوئی خمینی انہیں اسمبلیوں میں بند کر کے گولیاں مار دیگا"

اگر ہم جلد نہ سدھرے تو جس طرح سندھ میں جینا حرام ہو گیا ہے سارے پاکستان میں ہوگا، ضیاء الحق سے کہا تھا خدا کو مشورے کیوں دے رہے ہو مگر وہ نہ مانے۔

میں جنگلوں میں جاکر آج چاہوں تو متبادل حکومت کھڑی کر کے ان سے حکومت چھین سکتا ہوں مگر اس میں ہمارے غریب بھائی بھی مریں گے اور یہ بھی مریں گے۔

لسانیوں سے لڑائی کر کے وقت کیوں ضائع کروں سیاست میں نہیں آنا چاہتا نہ مذہبی باتوں کی طرف جاتا ہوں لیکن میرا دل جلتا ہے مر کر بھی تو جواب دینا ہے۔

پہلے اپنی میمن برادری کے لئے کام کرتا تھا لیکن وہ لسانی تنظیم تھی مخالفت پر مجھے برادری سے نکال دیا گیا، اب بھی میرا اخلاقی بائیکاٹ جاری ہے، مہاجر نہیں ہوں۔

موجودہ شریعت بل تو اسلام کے ساتھ مذاق ہے، یہاں معاشرتی انصاف نہیں، جو نظام لانا چاہتا ہوں اس سے سارے شریعت بل ختم ہو جائیں گے۔

چندہ جمع کرنے کی مہم میں ایک پجارو والے نے کہا "ایدھی تو سب فراڈ ہے" پجارو والے نے ۵ روپے اور اس کے ڈرائیور نے ۱۰ روپے دیئے۔

عبدالستار ایدھی

حقوق العباد سے محرومی کے اثرات

ممتاز سماجی رہنما مولانا عبدالستار ایدھی نے اگلے روز ایک پریس کانفرنس سے خطاب کرتے ہوئے کہا کہ حقوق العباد سے محرومی کی وجہ سے لوگوں کی مذہبی و سیاسی امیدیں ٹوٹ چکی ہیں اور چالیس برس کے دوران ہم نے ملک میں خود غرضی کے علاوہ کسی اور چیز کو ترقی نہیں دی۔ یہاں ایسا نظام رائج ہے جہاں لیڈر اوپر سے آتے ہیں اور سوچ کا حق صرف ایک طبقے کے پاس ہے۔ لیڈروں نے قوم کو تقسیم کر دیا ہے۔ اسی تناظر میں انہوں نے یہ بھی کہا کہ وہ تاجر اور صنعت کار اس لئے نہیں بنے کہ ٹیکس چوری نہ کرنی پڑے۔ مولانا ایدھی نے اپنی پوری زندگی خلق خدا کی فلاح و بہبود اور ان کی خدمت کے لئے وقف کر رکھی ہے اور وہ ہر قسم کی سیاسی وابستگیوں سے بالاتر ہو کر محض اپنے خلوص نیت کی بنا پر اتنا کام کر چکے ہیں کہ بلا مبالغہ ہماری کئی حکومتوں نے بھی اپنے تمام تر وسائل کے باوجود اتنا کام نہیں کیا۔ ان کی زبان سے موجودہ سماجی و سیاسی نظام پر کیا جانے والا مذکورہ بالا تبصرہ اپنے اندر ایک جہان معانی لئے ہوئے ہے اور اس حقیقت کی نشاندہی

باقی صفحہ ۶ پر

Digitized by Khilafat Library Rabwah

بین المملکتی حالات، واقعات، شخصیات ـــــ نون سین

فلسطینی گفت گو جاری ہے

گذشتہ روز امریکہ کے سیکرٹری آف سٹیٹ جیمز بیکر اور فلسطینی نمائندہ حنان اشراوی کے درمیان جو گفتگو ہوئی وہ بے نتیجہ رہی۔ اس گفتگو کے لئے جیمز بیکر کو آدھی رات کے وقت جگایا گیا اور اشراوی بھی اپنے رملہ گھر سے جو مقبوضہ مغربی کنارہ میں واقع ہے اردن کے دارالخلافہ گئے۔

اگرچہ دونوں نے بعد میں کہا کہ ایک گھنٹے کی گفت و شنید میں کچھ پیش رفت کے آثار پائے جاتے ہیں۔ لیکن کسی نے کوئی واضح بیان نہیں دیا۔ جب یہ پوچھا گیا کہ کیا فلسطینیوں کی یقین دہانی کے لئے جو خط انہیں بھیجا جانے والا تھا وہ ترتیب دے دیا گیا ہے یا نہیں تو بتایا گیا کہ انہیں بھی یعنی اشراوی کو بھی کسی قدر گفت و شنید سے اطمینان حاصل ہوا اور ہم نے بھی یعنی جیمز بیکر نے بھی محسوس کیا کہ بات کچھ آگے بڑھی ہے۔ اگرچہ یہ نہیں کہا جا سکتا کہ معاملہ فہمی کا تسلسل جاری ہے۔ ہم نے بھی معاملے کو خاصی حد تک سمجھ لیا ہے اور حنان اشراوی نے بھی ہم دونوں اب پہلے سے زیادہ جانتے ہیں کہ آئندہ ہمیں کیا کچھ کرنا چاہئے۔

امریکہ کے سیکرٹری آف سٹیٹ جیمز بیکر اس گفت و شنید کے بعد عمان سے دمشق روانہ ہو گئے حالانکہ وہاں ان کے آنے کی پہلے کوئی اطلاع نہیں تھی۔ جیمز بیکر کی روانگی کے بعد حنان اشراوی نے کہا کہ تین باتیں ایسی ہیں جن میں کچھ پیش رفت ہوئی ہے۔ یروشلم کی نمائندگی، فلسطین کا یہ حق کہ اسے آزادی ملنی چاہئے اور مقبوضہ علاقوں میں اسرائیل کی بستیاں۔ یہ ہیں وہ تین باتیں جن کے متعلق جیمز بیکر اور حنان اشراوی میں کسی قدر گفتگو کو کامیاب کہا جا سکتا ہے۔ اشراوی نے یہ بھی کہا کہ میں نے ان تینوں باتوں پر جیمز بیکر سے مزید وضاحت طلب کی ہے۔ جب ان سے یہ پوچھا گیا کہ وہ عمان کس طرح پہنچے تو انہوں نے کہا کہ انہیں پی ایل او کی آشیر باد حاصل ہے۔ بلکہ کہا جا سکتا ہے کہ ان کو پہلے سے اجازت مل چکی تھی کہ وہ ان امور پر جیمز بیکر سے گفت و شنید کریں۔

بقیہ ص۵ سے آگے

کو رہا ہے کہ آزادی عظمت و حقوق انسانی کے تحفظ اور اللہ تعالیٰ کے دیئے ہوئے وسائل سے بلا امتیاز تمام باشندگانِ وطن کو ملنے والے فوائد سے عبارت ہوتی ہے اور اس کا مقصد محض ایک طبقہ کی ان وسائل پر اجارہ داری نہیں ہے۔ انہوں نے یہ کہہ کر کہ حقوق العباد سے محرومی کی وجہ سے لوگوں کی مذہبی و سیاسی امیدیں ٹوٹ چکی ہیں ایک بڑی تلخ حقیقت کی طرف اشارہ کیا ہے اور حکمرانوں کو توجہ دلائی ہے کہ اگر وہ عوام کا دین سے لگاؤ اور آزادی سے محبت کو برقرار رکھنا چاہتے ہیں تو انہیں موجودہ نظام کو مکمل طور پر تبدیل کر کے عوام کو ان کے ہر قسم کے حقوق دینے ہوں گے۔ انہوں نے اپنے تاجر یا صنعتکار نہ بننے کی وجہ بیان کرتے ہوئے عمومی طور پر ہمارے تاجر و صنعت کار طبقہ کی ٹیکس چوری کی عادت پر بڑی خوبصورت طنز کی ہے اور انہیں توجہ دلائی ہے کہ جس ملک نے انہیں اتنا مال و دولت اور اتنی عزت اور عظمت دی ہے اس کا ان پر اتنا تو حق ضرور ہے کہ وہ ٹیکس چوری نہ کریں اور اپنے مال کو پاکیزہ بنانے کی خاطر حکومت کے مقرر کردہ ٹیکس پورے کے پورے ادا کریں تاکہ کاروبارِ حکومت و حیات پرسکون طریقے سے چلتا رہے۔

(ماخوذ روزنامہ جنگ لاہور ۱۹ ستمبر ۹۱ء)

خفیہ رپورٹ

امریکی کانگریس کی ایک کمیٹی نے ایک انتہائی خفیہ رپورٹ کانگریس کو پیش کی ہے جس میں کہا جاتا ہے کہ ایسے شواہد درج ہیں جو اس بات کے ثبوت کے طور پر استعمال کئے جا سکتے ہیں کہ پاکستان کے پاس نیوکلیئر ڈیوائس ہے اور پاکستان کی حکومت نیوکلیئر اسلحہ بنا سکتی ہے۔ اس رپورٹ کی بنا پر صدر بش کانگریس کو یہ سرٹیفکیٹ نہیں دے سکتے کہ پاکستان کے پاس نیوکلیئر اسلحہ بنانے کی قابلیت موجود نہیں ہے۔ کہا جاتا ہے کہ اس رپورٹ کی پشت پناہی یہودیوں نے کی ہے۔ اگرچہ امریکی حکومت کے بڑے بڑے عہدیدار تو چاہتے تھے کہ پاکستان کی فوجی اور اقتصادی امداد جاری رکھی جائے لیکن اس رپورٹ کے بعد صدر بش کے لئے یہ بات ممکن نہ ہوگی۔ اس رپورٹ میں نیوکلیئر کلب کے تمام ممبروں کا ذکر ہے۔ اور یہ بھی کہ وہ کس حد تک اسے استعمال میں لا کر نیوکلیئر اسلحہ بنا سکتے ہیں۔ لیکن پاکستان، عراق اور لیبیا کو خاص طور پر پیش کیا گیا ہے اور کہا گیا ہے کہ ان کے پاس نیوکلیئر اسلحہ بنانے کی اہلیت موجود ہے۔ اس لئے یہ بھی اس کلب کے ممبر ہی سمجھے جائیں۔

صفیہ بیگم والدہ میجر اعجاز احمد تنویر

مکرم فیض محمد صاحب

میرے پیارے ابا جان جن کا نام فیض محمد تھا۔ تحصیل زیرہ ضلع فیروزپور کے رہنے والے تھے۔ وہ نہایت ہی مخلص متقی شخص تھے سب کے خیر خواہ۔ اور ہر ایک کے کام آنے والے مہمان نواز اور محبت و خلوص سے پیش آنے والے وجود تھے وہ ایک شفیق باپ تھے جن کو ہر وقت اپنی اولاد کی تربیت کی فکر رہتی۔ ہماری ہر ضرورت کا خیال رکھتے۔ گو وہ پاکستان بننے سے پہلے ہی ہمیں داغ مفارقت دے گئے تھے۔ باوجود اتنا عرصہ گذرنے کے ان کی محبت سے لبریز باتیں۔ ان کی نصیحتیں اور شفقت اب بھی بہت ہی یاد آتی ہیں۔ جن میں سے کچھ احاطہ تحریر میں لا کر بیٹی ہونے کا حق ادا کرنا چاہتی ہوں۔

وہ اپنے دینی اور دنیاوی فرائض نہایت ایمانداری اور خوشی سے ادا کرتے تھے۔ میں نے جب سے ہوش سنبھالا ان کو دین کی خدمت میں پیش پیش پایا۔ جمعہ میں ہمیشہ جماعت کو خطبہ پڑھ کر سناتے اور آسان لفظوں میں وضاحت کرتے اپنی ملازمت کا ایک لمبا عرصہ اسی شہر میں گذارا گو اس وقت میں چھوٹی تھی۔ مگر مجھے اچھی طرح یاد ہے کہ مرکز سے عالم اور بزرگ ہستیوں کو بلواتے تھے

میرے ددھیال اور ننھیال غیر از جماعت تھے۔ مگر بڑے پرہیزگار اور نمازی تھے ابا جان دونوں خاندانوں میں اکیلے ہی احمدی تھے۔ مگر دونوں خاندانوں میں اُن کی بڑی عزت اور وقار تھا۔ وہ ہماری خوشی و غمی میں برابر شریک ہوتے اور ہم بھی ان کی خوشی غمی میں بڑھ چڑھ کر شریک ہوتے۔ ہمارے ددھیال والوں نے کبھی مخالفت نہیں کی۔

کچھ عرصہ کے لئے ان کا تبادلہ کسی اور جگہ ہو گیا۔ وہاں ہمارے سوا کوئی احمدی نہ تھا۔ ابا جان گھر کے افراد کو ملا کر اکثر با جماعت نماز کروا دیتے اور جمعہ تو باقاعدگی سے ہم سب کو پڑھاتے خطبہ سناتے۔ خطبہ میں جہاں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم یا ان کے صحابہؓ کا ذکر آتا تو رقت طاری ہو جاتی اپنے بیٹوں کو اکثر کہتے کہ بیٹا! مجھے جائیداد بنانے کا کوئی شوق نہیں۔ میرے پاس وہی تھوڑی سی جائیداد ہے جو مجھے اپنے باپ سے ملی ہے مجھے دینی کتب جمع کرنے کا شوق ہے یہی جائیداد میں نے تمہارے لئے بنائی ہے۔ اگر تم عقلمند ہوئے تو اس سے فائدہ اٹھانا۔ ان کو پڑھا کرنا مگر افسوس کہ یہ خزانہ بھی اُدھر ہی رہ گیا۔ جس کا ہمیں سخت دکھ ہے۔ پاکستان بننے کے بعد میری امی جان نے ایک دن خواب میں ابا جی کو دیکھا کہ اپنی کتابوں والی الماری کے پاس کھڑے رو رہے ہیں اور روتے روتے باہر نکل آئے ہیں۔ یہ خواب سن کر ہم سب کو اور بھی دکھ ہوا۔ امی تو غم سے بیمار ہی ہو گئیں۔ میرے بھائی نے ادھر ہندو ہمسایوں کو خط لکھا کہ اگر ہماری کتابیں محفوظ ہیں تو اپنے پاس رکھ لیں ہم آ کر لے جائیں گے۔ مگر کہاں انہوں نے جواب دیا کہ وہ آلو کچالو کی نذر ہو گئی ہیں۔

ابا جان کو اللہ تعالیٰ نے بہت ہی اچھی صفات سے نوازا تھا۔ کسی کے کام آ کر۔ مدد کر کے ان کو بڑی خوشی ہوتی۔ اکثر لوگوں کے بگڑے کام سنوارتے۔ بچوں سے بے حد محبت کرتے جب کبھی باہر سے آتے تو محلے کے بچے ان کے گرد جمع ہو جاتے۔ کوئی چیز لاتے تو ان میں بانٹ دیتے امی جان کوئی چیز منگواتیں تو ہمیشہ زیادہ لے آتے اگر کہتیں کہ اتنی کیا کرنی تھی میں نے تو تھوڑی منگوائی تھی تو فرماتے کسی ہمسائی کو دے دو۔

باقاعدگی سے جلسہ سالانہ پر بڑے شوق سے جاتے۔ فرمایا کرتے کہ اللہ تعالیٰ کہے گا کہ میں نے تم کو چار بیٹے دیئے ہیں تم ایک بھی میری راہ میں نہیں دے سکتے اسی لئے میرے دو بھائیوں کو چھٹی۔ ساتویں سے اٹھا کر مرکز میں پڑھنے کے لئے بھیج دیا مگر افسوس ان کی خواہش پوری نہ

Digitized by Khilafat Library Rabwah

ہوئی۔ ایک تو مولوی فاضل نہ کر سکا۔ دوسرا بے حد شرمیلا اور ان میں جھجک تھی تقریر نہیں کر سکتا تھا۔

باقاعدگی سے روزے رکھتے تہجد کی نماز میں ہمیں جگا کر اپنے ساتھ نوافل پڑھاتے۔ آخری تین چار روزے رہتے تھے کہ بیمار ہو گئے۔ شربت پی کر ہی گزارہ کر لیتے کہ شائد پھر نہ رکھ سکوں یہی ہوا۔ ٹائیفائڈ تھا بگڑ گیا جب حالت زیادہ خراب ہو گئی تو میرے بھائی بھی چھٹی لے کر آ گئے۔ ہماری پھوپھی جان بھی آ گئیں۔ ایک دن وہ ان کی چارپائی کے ساتھ بیٹھی ہوئی تھیں۔ میرا بھائی بھی پاس کھڑا تھا۔ تو لیٹے لیٹے آنکھیں بند کی ہوئی تھیں۔ کہنے لگے کہ چھٹے دن ہمارا خاتمہ ہو جائے گا۔ پھوپھو نے گھبرا کر میرے بھائی سے کہا لالہ جی کیا کہہ رہے ہیں۔ اس نے کہا کہ ایسے ہی بخار کی وجہ سے بڑ بڑا رہے ہیں۔ مگر یہ بڑ بڑانا نہ تھا اپنی موت کی اطلاع تھی۔ نہ بھائی نے ہم سے ذکر کیا اور نہ ہی پھوپھو جی نے ہمیں بتایا۔ مگر دل میں باقاعدگی سے دن گنتی رہیں۔ جس دن پانچواں دن ہوا تو بار بار یہی کہتے کہ جلدی کرو پھوپھو جی نے پوچھا کہ لالہ جی کس بات کی جلدی کریں۔ تو کہنے لگے خاکی جسم پر مٹی ڈالو۔ جمعہ کا وقت ہو گیا ہے۔ امی جان ایک دن کہنے لگیں کہ اگر کوئی بات کرنی ہے تو کر لیں بچوں کے بارے میں کچھ کہنا ہے تو کہیں۔ کہنے لگے بہت دنیا کی باتیں کی ہیں۔ بار بار یہی کہیں اور منہ اور بازوؤں پر ہاتھ پھیر لیا جیسے وضو کر رہے ہیں۔ چھٹی رات کو ہم سب ان کے کمرے میں جاگ رہے تھے۔ میرے بھائی کہنے لگے کہ جاؤ تم بہت تھکی ہوئی ہو جا کر ذرا لیٹ جاؤ۔ میرا دل تو نہیں کرتا تھا ان کے پاس سے اٹھنے کو مگر سب کے کہنے پر جا کر لیٹ گئی۔ تو آنکھ لگ گئی۔ خواب میں کیا دیکھتی ہوں۔ کہ ایک اونچی سی تپائی پر سرسوں کے تیل کا مٹی کا دیا جل رہا ہے۔ اور ایک چٹائی پر سفید کافی سارا کپڑا پڑا ہے جس کو حضرت فضل عمر اللہ تعالیٰ درجات بلند فرمائے۔ بیٹھے ناپ رہے ہیں۔ انہوں نے سفید کرتا اور ساتھ سفید چست پاجامہ پہنا ہوا ہے۔ اور ایک عورت جس نے باریک ریشمی موتیا رنگ کی ساڑھی پہنی ہوئی ہے ٹہل رہی ہے۔ میں بڑی حیران ہوتی ہوں کہ یہ کون ہے ہمارے خاندان میں تو کوئی ساڑھی نہیں پہنتی۔ آخر وہ دیا آہستہ آہستہ مدھم ہو کر ختم ہو جاتا ہے

میں گھبرا کر اٹھی اور ابا جان کے کمرے کی طرف جلدی سے پہنچی عین چھٹے دن تہجد کے وقت ان کی روح ہمارے دیکھتے دیکھتے اپنے مولا حقیقی سے جا ملی۔ نہلا دھلا کر جمعہ سے پہلے تیار کر کے آخری آرام گاہ کے لئے لے گئے جمعہ کی نماز کے بعد خاکی جسم پر مٹی بھی ڈال دی۔ امانتاً وہاں کے قبرستان میں دفن کر دیئے گئے چند ماہ بعد قادیان بہشتی مقبرہ میں دفن ہونے کی سعادت پائی۔

سب احمدی بھائی اور بہنوں سے التجا ہے کہ میرے ابا جان کے لئے، دیگر بزرگ ہستیوں کے لئے دعا کرتے وقت دعا کریں کہ خداوند کریم ان کے زیادہ سے زیادہ درجات بلند فرمائے۔ اور ہمیں بھی ایسی بزرگ ہستیوں کے نقش قدم پر چلنے کی توفیق بخشش دے۔ وہ خدا اپنے بندوں پر بڑا رحم کرنے والا۔ اور بخشنے والا ہے

ملکی خبریں

○ وزیر اعظم اور چیف آف آرمی سٹاف نے افغانستان کے مجاہدین کے ساتھ افغانستان میں عملی اقدامات کے بارے میں تبادلہ خیال کیا۔ مجاہدین کا ایک وفد نیویارک بھیجنے کا فیصلہ کیا گیا۔

○ سابق وزیر اعظم محترمہ بے نظیر بھٹو نے کہا ہے کہ غیر ملکی امداد وہاں دی جانی چاہئیے جہاں حقیقی معنوں میں جمہوریت قائم ہو امریکی ایوان نمائندگان کے ایک گروپ سے خطاب کرتے ہوئے انہوں نے کہا کہ پاکستان کے ۹۰ء کے انتخابات میں آدھی دھاندلی پولنگ سے پہلے اور آدھی بعد میں کی گئی۔ انہوں نے کہا کہ جمہوریت کا دعویٰ کرنے والے ممالک میں انتخابات کی نگرانی کے لئے ایک مستقل مشینری قائم ہونی چاہئیے

○ وزیر اطلاعات نے کہا ہے کہ محترمہ بے نظیر بھٹو پاکستان کی امداد بند کرانے کے لئے غیر ملکی دورے کر رہی ہیں۔

○ تمام مکاتب فکر کے علماء کرام سے گورنر ہاؤس لاہور میں خطاب کرتے ہوئے وزیر اعظم نے کہا ہے کہ غیر ملکی ایجنٹ علماء میں اختلافات پیدا کر رہے ہیں انہوں نے اعلان کیا کہ فرقہ واریت ختم کرنے کے لئے علماء کی کمیٹی بنائی جائے گی۔

○ سندھ میں رینجرز کی وردی پہن کر ڈاکوؤں نے آٹھ افراد کو اغوا کر لیا۔

دوا تدبیر ہے اور دعا اللہ تعالیٰ کے فضل کو جذب کرتی ہے

قابلِ اعتماد مفید و مجرّب ادویہ

جبوب مفید اٹھرا قیمت فی شیشی ۱۵ روپے مکمل کورس ۴۵ روپے	زدجام عشق خاص قیمت ۵۰۰ روپے	تریاقِ معدہ خرابیٔ ہضم کا مؤثر علاج قیمت ۱۰، ۲۰، ۳۰ روپے	روشن کاجل آنکھوں کی خوبصورتی کیلئے قیمت ۵ روپے
اکسیر اولادِ نرینہ (کورس) دو دواؤں پر مشتمل قیمت ۱۷۵ روپے	شباب آور موتی قیمت فی شیشی ۸۰ روپے	راحتِ جان تبخیرِ معدہ کا علاج قیمت ۱۵ روپے	سُرمہ جواہر مشہور و معروف تحفہ قیمت ۵ روپے
لیکوریَن قیمت ۲۰ روپے	سونے چاندی کی گولیاں قیمت ۲۰۰ روپے	شربت صدر نزلہ زکام اور کھانسی کا مؤثر علاج قیمت ۱۸، ۲۴ روپے	تریاقِ بواسیر خونی اور بادی بواسیر کیلئے قیمت ۲۰ روپے

● دوا منگواتے وقت بیماری کی مختصر کیفیت تحریر کریں۔
● فہرست ادویہ و جنتری ۱۹۹۱ء مفید طبی معلومات کے ساتھ مفت طلب کریں۔

بیرونی مریض پرچہ تشخیص و تجویز خط لکھ کر منگوا سکتے ہیں

NASIR ناصر
مطب ناصر دواخانہ (رجسٹرڈ) گولبازار ربوہ
فون: ۵۳۴، ۶۳۴ ۔۔۔ پوسٹ بکس ۶۰

Al-Furqan Motors (PVT) LIMITED

FOR GENUIN TOYOTA PARTS
47, TIBET CENTRE M.A. JINNAH ROAD
KARACHI TELE: 7724606-7-9

AL-FURQAN MOTORS (PVT) LTD.

TOYOTA - DAIHATSU

ٹویوٹا گاڑیوں کے ہر قسم کے اصلی پُرزہ جات درج ذیل پتہ پر حاصل کریں
الفرقان موٹرز لمیٹڈ
۴۷۔ تبت سنٹر۔ ایم اے جناح روڈ کراچی ۳
فون: ۷۷۲۴۶۰۶
۷۷۲۴۶۰۷ - ۷۷۲۴۶۰۹

بے اولاد، نرینہ اولاد سے محروم حضرات کے لئے تحفہ

جرمن ہومیو علاج

دو سو سالہ ہومیو علاج کے تجربات و تحقیق کا نچوڑ جدید دور کا جدید ترین علاج جرمنی کی سیل بند ادویات پر مشتمل مؤثر اور کامیاب ترین ہے۔

عزیز ہومیو پیتھک سٹور یونیورسٹی روڈ رحمان کالونی ربوہ
فون: ۲۱۴ (۰۴۵۲۴)

Digitized by Khilafat Library Rabwah

تبدیلی دکان

پاک گولڈ سمتھ گولبازار ربوہ سے تبدیل ہو کر "طارق مارکیٹ" اقصیٰ روڈ پر آگئی ہے احباب نوٹ فرمالیں ۔

عبدالمنان ناصر ولد میاں عبدالسلام صاحب ||| فون نمبر دکان: ۶۴۳-۵۵۰
فون نمبر گھر : ۵۴۹-۷۴۹

ضرورت ہے

ہمیں اپنی فیکٹری میں کام کیلئے درج ذیل آسامیوں کی ضرورت ہے۔

(۱) آفس کلرک تین عدد، عمر کم از کم ۲۵ سال سے اوپر ہو۔

(۲) ڈرائیور، عمر ۴۰ سال سے اوپر اور سابقہ فوجی کو ترجیح دی جائے گی۔

۱۰۔ منٹگمری روڈ لاہور

میاں بھائی ||| فون ۲۲۳۳۷۳ - ۲۲۳۳۷۲

داخلہ جاری ہے

الیکٹریشن ، ریفریجریشن اینڈ ائیر کنڈیشننگ کورسز (مدت ۶ ماہ) میں داخلہ جاری ہے۔

کلاسیں یکم اکتوبر ۱۹۹۱ء سے شروع ہونگی

تعلیم مڈل / میٹرک ۔ تفصیلات کے لئے پراسپکٹس مفت حاصل کریں۔

الشفیق ٹیکنیکل ٹریننگ سنٹر ربوہ

حکومت پنجاب محکمہ فنی تعلیم سے منظور شدہ

فون نمبر ۵۹۲

نرینہ اولاد سے محروم ۔ بے اولاد ۔ اٹھراء ۔ سوکھا ۔ گرمی ۔ گیس کا علاج کرنیوالے

سنہ ۱۹۱۱ء سے مصروفِ خدمت

مشہور دواخانہ (رجسٹرڈ)

چوک گھنٹہ گھر ۔ گوجرانوالہ پوسٹ بکس ۱۹۰

فون ۷۴۸۴۴ ، ۷۶۴۹۷ ، ۴۳۱۰

زیر نگرانی : حکیم عبدالحمید اعوان ابن حکیم نظام جان

برانچیں :۔ ربوہ : اقصیٰ چوک نزد لیڈ ٹیکس ، ملتان : نزد پرانی کوتوالی حضوری باغ روڈ

لاہور : جوہر ٹاؤن فیز I بالمقابل مسجد چک مزنگ نزد آخری سٹاپ ممتاز مارکیٹ

وفاقی کالونی نیو کیمپس روڈ ، چوک قلعہ کالروالہ : تحصیل پسرور ضلع سیالکوٹ ، کراچی :

محمود آباد ۳ نزد شبینہ ڈاکخانہ ، اسلام آباد : مکان نمبر ۲۰۲۹ گلی ۱۱ سیکٹر ۲/۱۰-I

نزد انڈسٹریل ایریا

خواتین کیلئے انتظام کیساتھ

نرینہ اولاد سے محروم حضرات، مرض اٹھراء کی شکار دکھی عورتوں کیلئے اُمید کی کرن

اٹھراء کی گولیاں | نرینہ اولاد کیپسولز — بفضل تعالیٰ لڑکا پیدا ہوتا ہے | بہتر معدہ کیلئے مفید گولیاں ایچ۔کے۔این گیس ، سینہ کی جلن اور نظام ہضم کی درستی کیلئے بے مثل

طاقت کا سرچشمہ گولڈن پلز — پٹھوں کی کمزوری اور اعصابی ریئیسہ کے لئے بے حد مقوی آزمودہ

دواخانہ محافظ صحت — مشہور زمانہ حکیم نظام جان کے فرزند حکیم عطاء الرحمن علوی (رجسٹرڈ) اینڈ سنز ۔ گول چوک اوکاڑہ ۔ برانچ : کوٹ نہال سنگھ گلی ۲ مکان ۲ مین سٹریٹ اوکاڑہ

ضرورت ملازم

دواخانہ میں کام کرنیکے لئے ایک ملازم کی ضرورت ہے

ناصر دواخانہ

گولبازار ربوہ

حنیف ہومیو پیتھک کلینک

۱۷۶ ۔ بینک سکوائر مارکیٹ نزد شیزان بیکری ۔ ماڈل ٹاؤن ۔ لاہور

موسم گرما کے اوقات کار :

اتوار سے جمعرات تک صبح ۹ ۱/۲ بجے سے ۱۲ بجے تک

شام ۵ ۱/۲ بجے سے ۷ ۱/۲ بجے تک

ہر جمعہ کی شام اور ہفتہ کی صبح دواخانہ بند رہا کریگا

ہر مہینہ کے آخری پیر کے دن دواخانہ بند رہا کریگا

خاکسار : ڈاکٹر شیخ محمد حنیف آف کوئٹہ حال لاہور

قدیمی ۔ اولین ۔ شہرہ آفاق

سنہ ۱۹۱۱ء سے ایک ہی نام

دواخانہ حکیم نظام جان

چوک گھنٹہ گھر ۔ گوجرانوالہ فون ۷۳۹۹۷

— برانچیں —

- کراچی : فون : ۴۱۳۲۵۱
- لاہور : 1-D-۳ گلشن راوی
- ملتان : چوک جان محمد معصوم شاہ روڈ
- منڈی بہاؤالدین : بالمقابل شاہ تاج شوگر مل
- رحیم یار خان : فون : ۴۷۹۹
- ربوہ : اقصیٰ چوک کالج روڈ ۔ فون نمبر ۵۵۸

صاحب اولاد

اپنے پھول سے بچوں کی صحت اور نشوونما کا خاص خیال رکھیں ۔ اگر کسی قسم کی کمزوری ہو تو مندرجہ ذیل ادویات سے انتخاب کریں

۔ بے بی ٹانک (دودھ پیتے بچوں کیلئے)	BABY TONIC	۱۰/-
۔ بے بی گروتھ کورس (دس سال تک کے بچوں کیلئے)	BABY GROWTH COURSE	۳۰/-
۔ کمزوری جسم کورس (نوجوانوں کیلئے)	BODY BUILDING COURSE	۱۰۰/-
۔ چھوٹا قد کورس (۵ سے ۲۰ سال تک کی عمر کیلئے)	DWARFISHNESS COURSE	۱۰۰/-
۔ بول بستری کورس	BED URINE COURSE	۳۵/-
۔ مٹی چھوڑ کورس	MITI CHOUR COURSE	۲۰/-
۔ سوکھا پن کورس (بچوں کا)	MARASMAS COURSE	۵۰/-
۔ آہستہ دانت نکلنا کیور	SLOW DENTITION CURE	۲۰/-
۔ بے ترتیب دانت کیور	IRREGULAR TEETH CURE	۲۰/-

ڈاکٹرز اور سٹاکسٹس کے لئے معقول کمیشن

مندرجہ ذیل سٹاکسٹس سے خرید فرمائیں یا براہ راست بذریعہ ڈاک ہم سے منگوائیں

تین صد یا زائد کے آرڈر پر ڈاک خرچ بذمہ کمپنی

۔ لاہور :۔ کیور یٹو سٹورز اچھرہ شاپنگ سنٹر۔ اچھرہ ۔ فیصل آباد :۔ کریم میڈیکل ہال ۔ گول امین پور بازار ۔ راولپنڈی :۔ شبیر میڈیکوز بالمقابل کنٹونمنٹ ہسپتال صدر ۔ پشاور :۔ ڈاکٹر عبدالرحمن معصوم ۔ معصوم اینڈ سنز کیمسٹ شیخ آباد نمبر 1 ۔ کوئٹہ :۔ ہومیو پیتھک ڈاکٹر بشارت احمد ۔ دکان نمبر ۲۴ خوجک روڈ پشین اڈہ ۔ ملتان :۔ ہومیو ڈاکٹر الطاف حسین ملک ۔ صدر بازار ۔ کراچی :۔ صدر میڈیکل سٹور بالمقابل ایمپریس مارکیٹ صدر کراچی ۔ حیدر آباد :۔ ابن سینا میڈیکل سٹور گاڑی کھاتہ ۔ سیالکوٹ : ڈان ڈرگ ہاؤس ریلوے روڈ ۔ گوجرانوالہ :۔ کیور یٹو میڈیسن سروسز گلی حاجی عبدالعزیز ۔ باغبانپورہ ۔

(ڈاکٹر راجہ ہومیو) رجسٹرڈ

کیوریٹو میڈیسن کمپنی ربوہ

فون ۷۷۱ ، ۶۰۶